سوال

میں نے آپ کو سوال ای میل کیا تھا کہ چھ ماہ سے زائد عرصہ بیوی سے دور رہنے کا حکم کیا ہے، آپ نے جواب دیا کہ اگر بیوی راضی ہو تو پھر کوئی حرج نہیں، لیکن اگر بیوی راضی نہ ہو تو پھر کیا حکم ہے؟ لیکن بیوی اس پر مجبور ہے کیونکہ حالات بہت خراب ہیں اور میرے پاس تو اتنی رقم بھی نہین کہ اگر میں واپس اپنے ملک جا کر بیوی کے پاس رہ کر کام کرتا ہوں تو یہ پیسے تو کھانا بھی پورا نہیں کرینگے، باقی معاملات کا کیا ہوگا اس لیے میرے سامنے یہی راہ ہے کہ بیوی سے دور رہ کر ملازمت کی جائے، اور بیوی سے دور رہنے کا عرصہ سات برس یا اس سے بھی زائد ہو سکتا ہے، اور سال میں صرف بیوی کو ایک ماہ ہی دیکھ سکتا ہوں برائے مہربانی مجھے بتائیں کہ اگر بیوی میری اس مشکل حالت میں راضی ہو تو کیا دین اسلام کا حکم کیا ہوگا؟ اور اگر بیوی راضی نہ ہو تو دین اسلام کیا کہتا ہے، حالانکہ خاوند بیوی کے پاس جانے پر قادر ہو لیکن وہ مال کی محبت میں زیادہ عرصہ رہے اور طویل عرصہ بعد بیوی کے پاس جائے؟

جواب

ہمہ قسم کی حمد اللہ تعالی کے لیے، اور درود و سلام ہوں اللہ کے رسول پر، بعد ازاں:

اگر بیوی چھ ماہ سے زائد عرصہ اپنے خاوند کے دور رہنے پر راضی نہ ہو تو وہ اپنا معاملہ شرعی عدالت میں قاضی کے پاس رکھے گی تا کہ وہ اس کے خاوند سے رابطہ کر کے اسے واپس آنے کا کہے، اور اگر وہ قاضی کے حکم پر بھی واپس نہ آئے تو پھر قاضی جو بہتر سمجھے فیصلہ کرے چاہے طلاق کا یا پھر فسخ نکاح کا

چاہے خاوند کسی ضرورت کی بنا پر مثلا مال کمانے یا اپنے ملک میں کام نہ ہونے کی بنا پر ہو، یا پھر بغیر عذر کے ہو یعنی صرف مال کی محبت میں دور رہے جیسا آپ نے سوال میں بیان کیا ہے

لیکن عذر اور بغیر عذر کی حالت میں فرق یہ ہے کہ عذر کی حالت میں خاوند کو واپس آنے پر لازم نہیں کیا جائیگا، اور اگر وہ واپس نہیں آتا تو گنہگار نہیں ہوگا

لیکن اگر عذر نہ ہو تو پھر اس پر واپس آنا واجب ہے اور اگر نہ آئے تو گنہگار ہوگا

لیکن دونوں حالتوں میں عورت کو ضرر اور نقصان ہونے کی بنا پر طلاق طلب کرنے کا حق حاصل ہے

عورت کو ضرر اور نقصان ہونے کی حالت میں خاوند کے لیے جائز نہیں کہ وہ اسے زبردستی اپنے نکاح میں رکھے کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

تم انہیں نقصان اور ضرر دینے کے لیے مت روکے رکھو کہ ان پر زیادتی کرو البقرۃ (231).

اور ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالی کا فرمان ہے:

تم انہیں اچھے طریقہ سے رکھو یا پھر اچھے طریقہ سے چھوڑ دو الطلاق (2).

کشاف القناع میں درج ہے:

"اگر خاوند کسی عذر اور ضرورت کی بنا پر بیوی سے دور سفر پر ہو تو بیوی کا تقسیم اور وطئ میں حق ساقط ہو جائیگا چاہے سفر عذر کی بنا پر کتنا ہی لمبا ہو جائے

اور اگر کوئی عذر نہ ہو جو اس کی واپسی میں مانع ہو اور خاوند اپنی بیوی سے چھ ماہ سے زائد عرصہ دور رہے تو خاوند کو واپس آنے کا حکم دیا جائیگا، اور اسے واپس آنا لازم ہے

کیونکہ ابو حفص نے اپنی سند سے یزید بن اسلم سے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں :

ایک رات عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ مدینہ کی پہریداری میں تھے کہ ایک عورت کے گھر کے پاس سے گزرے وہ عورت درج ذیل اشعار کہہ رہی تھی :

رات بہت لمبی ہوگئی اور اس کی طرف سیاہ ہوچکی افسوس کہ کوئی محبوب نہیں جسے میں خوش کروں اور کھلواؤں، اللہ کی قسم اگر اللہ کا ڈر نہ ہو اور شرم و حیاء آڑے نہ آتی تو اس چارپائی کی چولیں حرکت کر رہی ہوتیں

عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اس عورت کے بارہ میں دریافت کیا تو بتایا گیا کہ فلاں عورت ہے اس کا خاوند جھاد فی سبیل اللہ میں گیا ہوا ہے، چنانچہ عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اس عورت کے پاس رہنے کے لیے ایک عورت بھیج دی، اور اس کے خاوند کو واپس آنے کا پیغام دیا اور اسے واپس بلا لیا پھر عمر رضی اللہ تعالی عنہ اپنی بیٹی ام المومنین حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا کے پاس گئے اور فرمایا :

بیٹی مجھے بتاؤ کہ عورت اپنے خاوند سے کتنا صبر کر سکتی ہے ؟

حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا کہنے لگیں : آپ جیسا شخص مجھ سے اس طرح کا مسئلہ دریافت کرتا ہے ؟

تو عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا : اگر میں مسلمانوں کے حالات کو نہ دیکھنا چاہتا تو میں اس کے بارہ آپ سے دریافت نہ کرتا

چنانچہ حفصہ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا : پانچ ماہ چھ ماہ

چنانچہ عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے لوگوں کے لیے میدان جھاد میں چھ ماہ کا عرصہ مقرر کر دیا، ایک ماہ جانے اور ایک ماہ آنے اور چار ماہ وہاں رہنے کے لیے "

واپس آنا اس صورت میں لازم ہے جب عذر نہ ہو، لیکن اگر عذر ہو مثلا طلب علم کے لیے گیا ہو، یا پھر فرضی جھاد اور فرضی حج کے لیے یا پھر ضرورت کے مطابق روزی کمانے کے لیے گیا ہو تو اسے واپس آنا لازم نہیں کیا جائیگا، کیونکہ عذر والا شخص عذر کی بنا پر مجبور ہے، چنانچہ قاضی اسے واپس آنے کا خط لکھے گا، اگر وہ قاضی کے خط کے بعد بھی بغیر کسی عذر کے واپس آنے سے انکار کر دے تو قاضی اس کا نکاح فسخ کر دیگا، کیونکہ اس نے اپنے اوپر لیے حق میں کوتاہی کی اور اسے ترک کیا ہے جسے ترک کرنے کی بنا پر عورت کو ضرر ہو رہا ہے " انتہی بتصرف

دیکھیں : کشاف القناع (193/5).

الموسوعۃ الفقھیۃ میں درج ہے :

" اگر خاوند اپنی بیوی سے بغیر کسی عذر کے غائب ہو جائے، تو بیوی کو اس سے علیحدگی اور طلاق طلب کرنے کا حق حاصل ہوگا، لیکن اگر وہ کسی عذر کی بنا پر جائے تو پھر بیوی کو طلاق طلب کرنے کا حق نہیں، حنابلہ کا مسلک یہی ہے

اور مالکیہ کہتے ہیں کہ اگر خاوند اپنی بیوی سے کچھ عرصہ کے لیے غائب ہو جائے تو بیوی کو اپنے خاوند سے علیحدگی لینے کا حق ہے، چاہے سفر کسی عذر کی بنا پر ہو یا بغیر عذر کے، کیونکہ اس کی وطئ کا حق واجب ہے " انتہی بتصرف

دیکھیں : الموسوعۃ الفقھیۃ (63/29).

شیخ ابن جبرین رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال کیا گیا :

میں شادی شدہ جوان ہوں اور بیوی سے دور دوسرے ملک میں ملازمت کرتا ہوں، اس ملک میں قانون صرف چند ایک پیشہ رکھنے والوں کو ہی بیوی بچے رکھنے کی اجازت دی جاتی ہے، مجھے یہ بتائیں کہ اس سلسلہ میں دین حنیف کیا کہتا ہے، کیونکہ چھٹی تو ہر سال یا پھر ایک برس دو ماہ بعد ملتی ہے ؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا :

" بعض صحابہ کرام نے خاوند کا بیوی سے غائب رہنے کو چارہ ماہ کی مدت سے محدود کیا ہے، اور بعض نے چھ ماہ لیکن یہ بیوی کے واپس آنے کے مطالبہ کے بعد ہے، اس لیے اگر بیوی نے خاوند سے واپس آنے کا مطالبہ کیا اور چھ ماہ بیت گئے اور خاوند واپس آنے پر قادر ہونے کے باوجود نہ آیا تو بیوی کو اپنا معاملہ قاضی کے پاس لے جانا چاہیے تاکہ وہ نکاح فسخ کرسکے

لیکن اگر بیوی اپنے خاوند کو رہنے کی اجازت دے دیتی ہے چاہے طویل عرصہ ہی ہو، اور ایک یا دو برس سے بھی زائد ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ بیوی کو حق تھا جو اس نے ساقط کر دیا ہے، جب وہ خاوند کے غائب ہونے پر راضی ہوئی تو پھر اسے فسخ نکاح کا حق حاصل نہیں ہوگا، اور جب خاوند نے اپنی بیوی کے لیے نان و نفقہ اور اس کے لباس اور دوسری ضروریات پوری کر رکھی ہیں، تو فسخ نکاح کا حق نہین ہوگا، اللہ تعالی ہی تمہیں توفیق سے نوازے گا " انتہی

دیکھیں : فتاوی اسلامیۃ (212/3).

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی سے درج ذیل سوال کیا گیا :

چار بچوں کا باپ کہتا ہے میں نے اپنے وطن سے دوسرے ملک مالی حالت بہتر کرنے کے لیے ملازمت اختیار کی اور تقریبا میں تین برس تک بیوی بچوں سے دور رہا، لیکن بیوی بچوں کو اخراجات دیتا رہا، اور خط و کتابت بھی جاری رکھی جناب والا مجھے بتائیں کہ شریعت اسلامیہ بیوی کے حقوق کیا ہیں اور کیا میرے اس فعل کی بنا پر مجھے کوئی گناہ ہوگا ؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا :

" میں کہتا ہوں کہ عورت کو اپنے خاوند پر حق ہیں اور خاوند کے بھی بیوی پر حقوق ہیں، خاوند اپنی بیوی سے استمتاع کرسکتا ہے، جیسا کہ عادت و رواج ہے، اور اگر وہ کمائی کے لیے بیوی کی رضامندی سے کہیں جاتا ہے اور بیوی پرامن جگہ پر رہتی ہو جہاں اسے کسی قسم کا خدشہ نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں

کیونکہ یہ اس کا حق تھا جب وہ اسے اپنی رضامندی کے ساتھ ساقط کر رہی ہے اور پرامن و اطمنان والی جگہ بھی میسر ہے تو خاوند کے تین برس تک یا اس سے کم یا زیادہ عرصہ غائب رہنے میں کوئی حرج نہیں

لیکن اگر بیوی اپنے خاوند کو واپس آنے کا کہے تو پھر یہ چیز اس ملک کی عدالتوں سے رجوع کی جائیگی جو شریعت کے مطابق کوئی فیصلہ کریں گے " انتہی

ماخوذ از : فتاوی نور علی الدرب

حاصل یہ ہوا کہ : خاوند کا اپنی بیوی سے چھ ماہ سے زائد عرصہ دور رہنے میں اگر بیوی راضی ہو اور بیوی کو پرامن جگہ پر چھوڑ کر گیا ہو تو کوئی اشکال نہیں، اور اگر وہ اس سے راضی نہیں تو پھر وہ شرعی قاضی کے پاس اپنا معاملہ لے کر جائے تاکہ وہ اس کے معاملہ کو دیکھ کر کوئی فیصلہ کرے، آیا خاوند کو معذور قرار دے یا پھر اسے واپس آنے کا حکم دے، یا نکاح فسخ کر دے، اسے جو بہتر معلوم ہو اس کا فیصلہ کرسکتا ہے

بیوی بچوں سے دور رہنے میں جوان پر اثر پڑے کا خاوند کو اس کا ادراک ہونا چاہیے، کیونکہ ان کی اصلاح اور دیکھ بھال متاثر ہوگی اور وہ مال کرتا پھر رہا ہے، اگر اپنے ملک میں اسے کافی آمدنی ہو سکتی ہے تو اسے وہیں رہنا چاہیے، کیونکہ دین کی کمی اور کوتاہی کو کوئی چیز بھی پورا نہیں کر سکتی، اور مال و متاع دین کا عوض نہیں بن سکتے

کتنے ہی گھر ایسے ہیں جہاں گھر کا سربراہ باہر رہا تو اس کے جوان بیٹے بیٹیاں تباہی کی طرف جانکلے، اللہ سبحانہ وتعالی سے عافیت کے طلبگار ہیں

اس لیے ہم آپ کو اللہ تعالی کا تقوی اختیار کرنے کی نصیحت کرتے ہیں، اور یہی کہتے ہیں کہ اپنے بیوی بچوں کی حرص رکھیں، اور حتی الوسع مال جمع کرنے کی کوشش کریں تا کہ آپ اپنے ملک واپس جا کر کچھ کر سکیں

یا پھر بیوی بچوں کو اپنے پاس بلا لیں، کیونکہ بیوی کا بھی حق ہے اور بچوں کا بھی حق ہے، اور کل روز قیامت آپ نے ان سب کا جواب دینا ہے، اللہ سبحانہ وتعالی تم سے ان کی دیکھ بھال کے متعلق دریافت کرے گا

واللہ اعلم.

الاسلام سوال وجواب

102311